احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ (الحدیث)

بہترین اُجرت وہ ہے جو تمہیں کتاب اللہ پر ملے (صحیح البخاری)

دینی امور پر اُجرت لینا جائز ہے



محمد نور ولی خان عفا اللہ تعالیٰ عنہ

موسس و رئیس الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم

و خادم الحدیث والافتاء بہا و الخطیب بالمسجد الجامع الاحسن

منطقہ گلشن اقبال رقم نمبر ۲ کراتشی باکستان

شائع کردہ

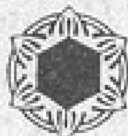
شعبہ نشر و اشاعت جامعہ عربیہ احسن العلوم

گلشن اقبال ... کراچی پوسٹ بکس نمبر: 17858 ٹیلی فون نمبر: 4818210

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللّٰہ (الحدیث)

بہترین اُجرت وہ ہے جو تمہیں کتاب اللہ پر ملے (صحیح البخاری ص۳۰۴ ج-۱)



دینی امور پر اُجرت لینا جائز ہے

تصنیف

مُحمّد زر ولی خان عفا اللہ تعالیٰ عنہ

مؤسس ورئیس الجامعۃ العربیہ احسن العلوم وخادم الحدیث والافتاء بہا والخطیب بالمسجد الجامع الاحسن منطقہ گلشن اقبال، رقم ۲ کراتشی پاکستان

شائع کردہ

شعبہ نشر واشاعت

احسن المکتبات بالجامعۃ العربیۃ احسن العلوم

پوسٹ کوڈ: ۷۵۳۰۰

پوسٹ بکس: ۱۲۶۵۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد!

اللہ تعالٰی بزرگ و برتر نے دین اسلام مخلوق کی ہدایت کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ ان الدین عنداللہ الاسلام (جزء ۳ سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۹) دین ماننے اور جاننے کے لئے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے اور کل کائنات کو ان کے اتباع کرنے کا پابند فرمایا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (جزء نمبر ۵ سورہ النساء آیت نمبر ۶۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو لائحہ عمل دیا ہے وہ قرآن کریم ہے اور قرآن کے جاننے کے لئے اور اس پر صحیح عمل کرنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو واجب الاطاعت بنایا ہے وکیف تکفرون وانتم تتلی علیکم آیٰتُ اللہ وفیکم رسولہ (جزء ۴ سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۰۱) اللہ تعالٰی کی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی اصل دین ہے لیکن یہ دین اللہ رب العالمین نے اولا حضرات صحابہؓ کو سمجھنے اور آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائی صحابہ کرامؓ کی ان کاوشوں کو جس جماعت نے مسائل و احکام کے ساتھ مرتب فرمایا ہے وہ فقہاء کرام ہیں اور جن حضرات نے احادیث رسول اور آثار صحابہ اور تابعین کی محافظت فرمائی ہے وہ محدثین کہلاتے ہیں 'قیامت تک دین پر چلنے والے کے لئے یہ ضروری قرار دے دیا گیا کہ وہ ان اکابر امت کا احترام کریں احکام و مسائل میں حضرات فقہاء جو بحکم قرآن اولوالامر ہیں اور حضرات محدثین جو ناقلان حدیث اور راویان اسلام ہیں ان کی پیروی کریں چودہ سو سالہ تاریخ اسلام گواہ ہیں کہ لوگوں میں اسلام اور ایمان کی محافظت اور بقاء کی وجہ قرآن و حدیث کے ان شاہسواروں پر اعتماد رہا ہے جن کی وجہ سے دین دنیا میں تاباں ہے مگر بدنصیب لوگ جیسے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صحابہ کرامؓ کے قدر و منزلت کے منکر ہو کر ہمیشہ کے لئے منافقین قرار دے دیئے گئے اسی طرح بعد کے زمانے میں فقہاء کے مقام پر بے اعتمادی کرنے والے اور محدثین کی خدمات جلیلہ پر شک کرنے والے مختلف زمانوں اور

اسکے باطل فرقے وجود میں آئے ہیں یہ لوگ قرآن کریم کا باقاعدہ انکار تو نہ کرسکے اور نہ حدیث کا صریح لفظوں میں انکار کی جرات کرسکے کیوں کہ اس طرح ان کے کافرانہ رفتار میں سست روی واقع ہوجاتی مگر ائمہ اربعہ جیسے متبوعین کی تقلید کو قرآن و سنت سے متصادم کہنے لگے یا محدثین کی تدوین حدیث کو بے ہودہ شبہات سے اپنے سامنے سے ہٹانے لگے' بالکل اسی طرح زمانہ حال میں مختلف فرقے اور فتنے ہیں جن میں سے بعض تو صراحت کے ساتھ علماء کرام جو ہر دور اور ہر زمانے میں اسلام کی حفاظت کا ہراول دستہ اور دین کے اعتماد کا عظیم سرمایہ رہا ہے سے اعتماد ہٹانے لگے کیونکہ جب تک علماء دین سے اعتماد نہ ہٹے اور لوگ ان کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھنے لگیں کوئی بھی فرقہ اور فتنہ اپنے ناروا نظریات میں اور بے ہودہ خیالات میں کامیاب نہیں ہوسکتا چنانچہ غلام احمد قادیانی نے یہ شوشہ چھوڑا کہ حضرت عیسیٰ کی حیات کا عقیدہ علماء کرام کا قرآن و سنت سے متصادم ہے جبکہ اس عقیدے پر ہر زمانہ میں اجماع رہا ہے اور اس کے ثبوت کے لئے قرآن کریم کی متعدد آیات اور صحیح احادیث موجود ہیں' دیکھئے "عقیدۃ الاسلام" اور "التصریح" وغیرہ اسی طرح غلام احمد پرویز نے احادیث کو قرآن کا متصادم باور کرانے کی کوشش کی اسی طرح عنایت اللہ مشرقی نے فتنہ انکار حدیث کو پروان چڑھانے کے لئے علماء کرام پر ناروا حملے کئے اور "مولوی کا غلط مذہب" وغیرہ رسائل لکھے حال ہی میں ایک فرقہ نے اپنے ان روحانی آباؤ اجداد کے ایصال ثواب کے لئے اور ان کے پیغام افتتان کو مشتہر کرنے کے لئے یہ پروپیگنڈہ شروع کیا کہ دینی امور جیسے تدریس' امامت' تعلیم اذان وغیرہ پر معاوضہ لینا معاذ اللہ حرام اور ناجائز ہے اور یہ علما ان حرام کاموں کے مرتکب ہیں مقصد یہی تھا کہ جب تک ان علما پر مطلوبہ اعتماد برقرار ہوگا ہمارے ہر غلط عقیدے کے سلسلے میں عوام ان سے رجوع کریں گے اور ان کی نشاندہی کے بعد ہمارا وہ نظریہ اور عمل آگے نہیں بڑھ سکے گا لہذا ان دین کے ستونوں سے مطلوبہ اعتماد اٹھانے کے لئے خود انہیں بے دین کہہ دیا جائے تاکہ سو میں سے پانچ یا دس بھی ہمارے پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر ان پر مطلوبہ اعتماد کھو بیٹھیں اور یوں وہ ہمارے نظریات کا شکار ہوسکیں اسی طرح انہیں یہ بہت مشکل

تھا کہ مسلمانوں میں یہ بات پھیلا دیتے کہ نماز باجماعت نہ پڑھا کریں یا اذان کا احترام نہ کریں یا مدارس دارالعلوم اور جامعات کو دینی درسگاہیں نہ سمجھا کریں کیونکہ اس کہنے میں شاید کوئی بھی ان کا ساتھ نہ دیتا لہٰذا دوسرا راستہ اختیار کیا کہ یہ تعلیم و تدریس امامت و تاذین جس پر عموماً" ضروریات بشریہ کی وجہ سے معاوضہ لیا اور دیا جاتا ہے انھیں بے دین اور حرام خور کہا جائے تو خود بخود ائمہ سے اعتماد اٹھ کر نماز باجماعت چھوٹ جائے گی اور اذان کا احترام ختم ہو کر معاذ اللہ مساجد ویران ہونے لگیں گی۔ مدارس اور جامعات سے بے اعتماد ہو کر بڑے سے بڑے فتنے اور فرقے کے لئے ماحول سازگار ہو سکے گا۔ **یریدون لیطفوا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون** (جزء ۱۸ سورہ الصف آیت نمبر ۸) زیر نظر رسالہ میں ہم اس بات کا جائزہ لینا چاہتے ہیں کہ امور دین جیسے تدریس اور تعلیم امامت اور اذان وغیرہ پر ضرورتاً" معاوضہ لینا کہاں تک جائز ہے علماء متقدمین اور متاخرین کے درمیان جو وجوہ زیر بحث ہیں میں انھیں زیر بحث نہیں لانا چاہتا علماء کرام اس سلسلے میں میری معذرت قبول فرمائیں۔

اس کے لئے امہات فقہ تفسیر و حدیث یہ عظیم کائنات الحمد اللہ پوری تابانیت کے ساتھ موجود ہیں میں زمانہ حال میں ان امور دین پر اجرت کے جواز قرآن و سنت اور ادلہ دین کی روشنی میں پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ شیطانی فرقوں نے علماء اور ائمہ کے خلاف جو زہر اگلنا شروع کیا ہے ان کے ان شیطانی داؤ پیچ سے عامتہ المسلمین محفوظ رہ سکیں عام طور پر کچھ لوگ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ آیت **ولا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا و ایای فاتقون** (جزء نمبرا سورہ بقرہ آیت نمبر ۴۱) ایسے مواقع سے متعلق ہے اور وہ اس کے ترجمہ سے تعلیم دین امامت اور اذان یا تدریس وغیرہ کا حرام ہونا ثابت کرتے ہیں جبکہ اس آیت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اصول تفسیر کے مطابق تفسیر کا پہلا درجہ وہ تفسیر الایتہ بالایتہ ہے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے **ولا یاتونک بمثل الا جئنک بالحق واحسن تفسیرا** (الفرقان جزء نمبر ۱۹ آیت نمبر ۳۳) اور یہ نہیں لاتے ہیں آپ کے پاس کوئی پیچیدگی مگر ہم لے آتے ہیں آپ کے پاس حق اور بہترین تفسیر کرکے مفسرین نے "**القرآن یفسر**

بعضہ بعضا" حدیث سے بھی تفسیر کا یہ اونچا درجہ مستفاد فرمایا ہے جیسا کہ معتبرات تفاسیر کے مقدمات میں موجود ہے ملاحظہ ہو "منحۃ البیان" "اتقان" وغیرہ لہذا "ولا تشتروا" آیت کی تفسیر بھی قرآن کریم میں موجود ہے فویل للذین یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عنداللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا (البقرہ جزء نمبر۱ آیت نمبر۷۹) پس تباہی ہے ایسے لوگوں کے لئے جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھوں سے اور پھر کہتے ہیں یہ ہے اللہ کی طرف سے تاکہ لیں اس پر تھوڑا سا مول معلوم ہوا کہ آیت کا تعلق تعلیم دین ' امامت اور موذنی پر تنخواہ سے ہرگز نہیں بلکہ جو لوگ غلط مسائل لکھ کر انہیں دین کا حصہ بتاتے ہیں ' آیت میں وعید شدید ایسوں کے لئے ہے چنانچہ مشہور زمانہ مفسر علامہ آلوسی بغدادیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا " وقد صح انھم قالوا یا رسول اللہ اناخذ علی التعلیم اجرا فقال ان خیر ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ تعالی" ۔ وقد تظافرت اقوال العلماء علی جواز ذلک روح المعانی (پارہ نمبر۱ صفحہ نمبر۲۳۵) اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا ہم تعلیم پر اجرت لے سکتے ہیں؟ سو آپ نے فرمایا کہ بہترین اجرت وہ ہے جو تمہیں کتاب اللہ کی تعلیم میں ملے اور علماء کے اقوال بے شمار اس کے جواز میں موجود ہیں مزید لکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے آیت سے تعلیم پر تنخواہ کا ناجائز ہونا سمجھا ہے وہ غلطی پر ہیں ولا دلیل فی الآیۃ علی ما ادعاہ ھذا الذاھب کما لا یخفی والمسألۃ مبینۃ فی الفروع (پارہ نمبر۱ صفحہ نمبر۲۳۵) بعض لوگوں نے سورہ انعام کی آیت قل لا اسئلکم علیہ اجرا ان ہوا لا ذکری للعلمین (جز نمبر۷ سورہ الانعام آیت نمبر۹۰) سے بحوالہ مدارک قرآن و حدیث کی تعلیم پر اجرت ناجائز لکھا ہے مگر یہ درست تفسیر نہیں ہے قواعد دین کے مطابق جو تفسیر کی گئی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں علامہ آلوسی بغدادی لکھتے ہیں "واستدل بالآیۃ علی انہ یحل اخذ الاجر للتعلیم و تبلیغ الاحکام وفیہ کلام للفقہاء علی طولہ مشہور غنی عن البیان (ج ۔ ۷ صفحہ ۲۱۸) اس آیت سے تعلیم اور تبلیغ احکام پر اجرت لینا ثابت ہوا ہے بعض لوگوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ امام بخاریؒ نے قرآن پر اجرت لینے کو اپنی صحیح میں گناہ فرمایا ہے اور باب باندھا ہے "باب من رایا بقراءۃ القرآن او تاکل بہ او فجر بہ بخاری (ج ۔ ۲ صفحہ ۷۵۶) مگر واضح رہے اس

باب میں امام بخاریؒ نے کوئی ایسی حدیث ذکر نہیں فرمائی جس سے تنخواہ کی حرمت معلوم ہوتی ہو بلکہ اس کے بعد کتاب النکاح میں متعدد طرق سے صحیح مرفوع اور مسند حدیث نقل فرمائی کہ جس تنگدست صحابیؓ کے پاس مہر کے پیسے نہیں تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی چند سورتیں جو انہیں یاد تھیں خاتون کا عوض مہر بنا کر اس کے ساتھ نکاح پڑھایا۔
چنانچہ ملاحظہ ہو بخاری ج۔۲
(۷۵۹،۷۶۲،۷۶۷،۷۶۸،۷۶۹،۷۷۱،۷۷۲،۷۷۳) بلکہ امام بخاریؒ کا یہ "باب التزویج علی القرآن و بغیر صداق" (ج۔۲ صفحہ ۷۷۳) ایسے لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں بعض لوگوں نے کچھ روایات پیش کی ہیں جن سے اجرت کا ناجائز ہونا انہوں نے سمجھا ہے مگر علی التحقیق ایسی تمام روایات ضعیف ہیں علامہ آلوسی بغدادیؒ تفسیر میں لکھتے ہیں "وروی فی ذلک ایضا احادیث لا تصح" (ج۔۲ صفحہ ۲۲۵) صحیح البخاری، ابو داؤد اور دیگر صحاح ستہ میں حضرت عمرو بن سلمہؓ کا واقعہ موجود ہے کہ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنے قبیلے نے امام چنا تھا اور ضرورت کی وجہ سے قوم نے مل کر ان کے لئے چندہ کیا اور ان کے کپڑے سی کر دے دیئے ابو داؤد (ج۔۱ صفحہ ۸۶) بخاری (ج۔۲ صفحہ ۶۱۶) اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں بھی امامت وغیرہ پر بشری ضروریات کی کفالت رائج تھی اور یہ جائز اور عبادت سمجھ کر کئے جاتے تھے اسی طرح بخاری شریف اور دیگر کتب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کا سورہ فاتحہ پڑھنے پر حضرت ابو سعید خدریؓ کا بکریوں کا ایک ریوڑ جو تیس بکریوں پر اور بعض روایات میں اس سے زیادہ پر مشتمل تھا لینا ثابت ہے صحابہ کرامؓ کو اعتراض تھا کہ اس نے قرآن کریم پر یہ اجرت لی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "**احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ**" کہ سب سے زیادہ حقدار تم اس اجرت کے ہو جو تمہیں کتاب اللہ پر ملے اور تسلی خاطر کے لئے فرمایا کہ "قد اصبتم" تم نے بہت اچھا کیا ہے "**اقسموا واضربوا لی معکم سہما**" کہ آپس میں تقسیم کر دو اور میرا حصہ بھی اپنے ساتھ مقرر کر لو بخاری (ج۔۱ صفحہ ۳۰۴) یہ بات اپنی جگہ کہ یہ رقیہ تھی یا علاج یا

دوسری کوئی وجہ لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کتاب اللہ پر اجرت لینے کے جواز میں صریح ہے اسی لئے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں "واستدل به للجمهور في جواز اخذ الاجرت على تعليم القرآن" (فتح الباری ج۔ ۴ صفحہ ۵۳۰) یعنی جمہور جو تعلیم قرآن کی اجرت کے جواز کے قائل ہیں ان کے لئے اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے خود امام بخاریؒ نے سلف صالحین سے تقریباً" اجماع نقل کیا ہے کہ وہ جواز اجرت کے قائل تھے **وقال الحکم "لم اسمع احدا کرہ اجر المعلم"** (بخاری ج۔۱ صفحہ ۳۰۴) کہ حضرت حکم فرماتے ہیں کہ میں نے کسی آدمی سے نہیں سنا جو تعلیم دینے والے کی تنخواہ اور اجرت کو ناجائز سمجھتا ہو اسی طرح امام شعبیؒ فرمایا کرتے تھے کہ معلم کو بغیر شرط کے جو کچھ دیا جائے وہ اسے قبول کرے، امام حسن بصریؒ اور امام ابن سیرینؒ بھی جواز کے قائل تھے (بخاری ج۔۱ صفحہ ۳۰۴) خود خیر القرون میں مال فئی اور غنیمت کے بعض حصے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علماء، ائمہ کرام، موذنین جنہیں ضرورت بھی نہیں ہوتی تھی انہیں تنخواہیں دی جاتی تھیں تفسیر (روح المعانی پارہ نمبر ۲۸ صفحہ ۴۶ سورہ حشر) امام ابو حنیفہؒ کے اصول کے پیش نظر احناف متاخرین نے تعلیم، امامت موذنی وغیرہ پر اجرت کے جواز کا فتویٰ دیا ہے جس کے لئے مندرجہ ذیل معتبر کتابیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) ہدایہ ج۔ ۳ صفحہ ۳۰۳ **"وبعض مشائخنا استحسنوا الاستئجار على تعليم القرآن اليوم لانه ظهر التوانى فى الامور الدينيه ففى الامتناع يضيع حفظ القرآن وعليه الفتوى"**

(۲) فتح القدیر ج۔ ۸ صفحہ ۴۱،۴۰

(۳) کفایہ ج۔ ۸ صفحہ ۴۱،۴۰

(۴) مبسوط سرخسی جز ۱۶ صفحہ ۳۷

(۵) البحرالرائق ج۔ ۸ صفحہ ۱۹

(۶) قاضی خان علی الہندیہ ج۔ ۲ صفحہ ۳۳۵

(۷) عالمگیری ج۔ ۳ صفحہ ۴۴۸

(۸) شرح مجلہ رستم باز صفحہ ۴۳

(۹) رسائل ابن عابدین ج۔۱ صفحہ ۱۶۰، ۱۶۱

(۱۰) فتاوی شامی (رد المحتار) ج-۶ صفحہ ۵۵

(۱۱) فتح الباری ج-۴ صفحہ ۵۳۰

(۱۲) المنہل العذب المورود ج-۳ صفحہ ۲۰۸ تا ۲۱۰

(۱۳) بنایہ شرح ھدایہ ج-۷ صفحہ ۹۴۲

(۱۴) فیض الباری ج-۳ صفحہ ۲۷۶، ۲۷۷

بعض لوگوں نے مولانا محمد طاہر صاحب پنج پیر والے کے اپنے بزرگوں اور اساتذہ کے بارے میں پر تشدد جملے نقل کئے ہیں سو یہ کوئی فتویٰ یا تحقیق مقالہ نہیں ہے بلکہ رد عمل ہے جیسا کہ "ضیاء النور" سے واضح ہے چنانچہ اس بارے میں حتمی اور دو ٹوک فیصلہ فقیہ الصالح محدث کبیر مفسر اعظم حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری" کا ملاحظہ فرمائیں "اما علی المختار للفتوی فی زماننا فیجوز اخذ الاجر للامام والموذن والمعلم والمفتی کما صرحوا بہ فی کتاب الاجارات (ج-۲ صفحہ ۲۴۱) معارف السنن من البحر الرائق اقول ولکن القلیل علم فیمکن ان لیعم الحکم فی کل ماظھر فیہ التوانی وعدم العنایہ اللائقہ بشانہ واللہ اعلم" (ج-۲ صفحہ ۲۴۱) معارف السنن مندرجہ بالا کتب حدیث، فقہ تفاسیر اور شروح معتبرہ سے واضح ہوا کہ زمانہ حال میں امامت موذنی، تعلیم، تدریس اور دیگر تمام امور دینیہ پر اجرت اور تنخواہ وغیرہ لینا شرعاً درست اور جائز ہے جو لوگ اس کے خلاف کہتے ہیں وہ خالص کار خناس انجام دیتے ہیں جو مسلمانوں کے دلوں میں وساوس پیدا کرتے ہیں اس لئے قرآن کریم کی آخری سورتوں میں ایسے لوگوں کے شر سے پناہ مانگنے کی امت مسلمہ کو تاکید فرمائی گئی ہے کیونکہ یہ فتنہ آخر زمان ہے جس کا کام احترام دین کو نقصان پہنچانا ہے حق تعالیٰ شانہ اہل باطل کے دسیسوں سے اور وساوس سے حفاظت عطا فرمائیں (آمین)


پیغام مسرت







